مرثیہ امام علیؑ

انیسویں تاریخ کی لکھی ہے یہ اخبار
مسجد میں گئے بہر عبادت شہہ ابرار
جب سجدہ اول میں گئے حیدر کرار
قاتل نے لگائی سر پُرنور پر تلوار
سر ہوگیا دو نیم محمد کے وصی کا
پھر دو سرے سجدے کو اٹھا سر نہ علی کا

دریا کی طرح خون ہوا زخموں سے جاری
مسجد میں تڑپنے لگا وہ عاشق باری
طاقت نہ سنبھلنے کی رہی غش ہوا طاری
سرپیٹ کے سب کرنے لگے گریہ و زاری
رونے جو ملک ما سبق کن فیکون کو
اک زلزلہ تھا منبر و محراب و ستوں کو

افلاک پر سر پیٹ کے جبرئیل پکارے
فریاد ہے ظالم نے ید اللہ کو مارا
سر ہوگیا سجدے میں دو نمازی کا دو پارا
ہے غرق نجوں برج امامت کا ستارا
ماتم کا ہوا جوش صف جن و ملک میں
فرق آیا ضیائے ماہ و خورشید فلک میں

مارا اسے جو زینت افلاک و زمیں تھا
مارا اسے جو خاتم قدر کا نگیں تھا
مارا اسے جو راز امامت کا امیں تھا
مارا اسے جو شاہنشاہ دیں تھا
پہنچاتا تھا جو روزہ کشائی فقراء کو
ان روزوں میں زخمی کیا مہمان خدا کو

کوفہ میں یکایک یہ خبر ہوئی جب تشہیر
سر پیٹتے مسجد میں گئے شبر و شبیر
روتے تھے جو لوگ ان سے یہ کی دونوں نے تقریر
تھا کون عدو کس نے لگائی ہے یہ شمشیر
ہم دیکھ لیں مہر رخ تابان علی کو
دو بہرہ خدا راہ یتیمان علی کو

شہزادوں کے منہ دیکھ کے خلقت نے جو دی راہ
ڈوبے ہوئے خون میں نظر آئے اسد اللہ
عماموں کو سر پر سے پٹک دونوں نے کی آہ
اور گر کے لگے آنکھوں سے ملنے قدمِ شاہ
چلاتے تھے بیٹوں کی کمر توڑ چلے آپ
دکھ سہنے کو دنیا میں ہمیں چھوڑ چلے آپ

بیٹوں کے جو رونے کی صدا کان میں آئی
تھے غش میں مگر چونک کے آواز سنائی
کیوں روتے ہو کیوں پیٹ کے دیتے ہو دھائی
ہوتی نہیں کیا باپ کی بیٹوں سے جدائی
تھا تنگ بہت فرقہ اعداء کے ستم سے
دنیا کے میں اب چھوٹ گیا رنج و الم سے

یہ کہتی تھی اور باپ کا غم کھاتی تھی زینب
سم کا اثر اک ایک کو دکھلاتی تھی زینب
سر بھائی جو ٹکراتے تھے گھبراتی تھی زینب
تھے شیر خدا غش میں موئی جاتی تھی زینب
چلاتی تھی سر پیٹ کے اے وائے مقدر
میں باپ کے آگے نہ موئی ہائے مقدر

غش طاری ہے مسجد سے مجھے لے چلو اب گھر
گھر سے نہ چلی آئے کہیں زینب مضطر
بابا کو اٹھا لائے جو سبطین پیامبر
دروازے پہ روتے تھے حرم کھولے ہوئے سر
خوں دیکھا محاسن پہ امام مدنی کا
غل خانہ زہرا پہ ہوا سینہ زنی کا

دو دون کبھی ہوشیار تھے حیدر کبھی بے ہوش
قاتل کو بھی بھیجا وہی جو آپ کیا نوش
ہاں حیدریوں بزم میں رقت کو ہواجوش
شمع حرم لم یزل ہوتی ہے خاموش
دعوی ہے اگر تم کو مولائے علی کا
مجلس میں ہو غل ہائے علی، ہائے علی کا

فرزندوں نے حجرے میں جو بستر پر لٹایا
زینب کو پدر کا سر زخمی نظر آیا
چلائی کہ یہ کیا مجھے قسمت نے دکھایا
ماں سے بھی چھٹی باپ کا بھی اٹھتا ہے سایہ
کیوں دیدہء حق بین کو نہیں کھولتے بابا
کیسا یہ غش آیا کہ نہیں بولتے بابا

چہرے میں جب ہویدا ہوئے جب موت کے آثار
سدھے ہوئے قبلہ کی طرف حیدر کرار
لب پہ صلوات اور کلمہ تھا جاری ہر بار
ہنگام قضا ہاتھ اٹھا کر بدل زار
فرزند و اقارب میں لگا چھاتی سے سب کو
دنیا سے سفر کر گئے اکیسویں شب کو

ہاں اہلِ عزا روؤ کہ یہ وقت بکا ہے
پیٹو کے محمدؐ کا وصی قتل ہوا ہے
ہادی جو تمہارا تھا وہ دنیا سے اٹھا ہے
دن آج کا سوچو تو قیامت سے سوا ہے
اک شور ہے ماتم کا بپا گھر میں علیؑ کے
بیٹے لیئے جاتے ہیں جنازہ کو علیؑ کے

خاموش انیسؔ اب کہ نہیں طاقت گفتار
سینہ میں تپاں صورت بسمل ہے دل زار
خالق سے دعا مانگ کہ یا ایزدِ غفار
آباد رہیں خلق میں حیدرؑ کے عزادار
کیا روتے ہیں ماتم میں امام ازلی کے
حقا کہ یہ سب عاشق صادق ہیں علیؑ کے

مرثیہ

فضہؑ کنیزِ فاطمہؑ کرتی ہیں یہ بیاں
گھر سے ہوا جنازہ پیمبرؐ کا جب رواں
بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں مخدومہء جہاں
اک ہفتہ رات بھر رہی حجرے میں نیم جاں
دیکھا جو میں نے جھانک کے تو آنکھ بند ہے
آواز آہ آہ کی دل سے بلند ہے

باہر سے مرتضیٰؑ گئے گھر میں جھکائے سر
منہ ڈھانپے رو رہی تھی اکیلی وہ خوش سیر
دینے لگے پیامِ عرب شاہِ بحروبر
گھبرا کے بولی ہائے کروں کیا میں بے پدر
قابو میں موت ہوئے تو مرجاؤں یا علیؑ
بابا کا سوگ لے کے کدھر جاؤں یا علیؑ

حیدرؑ کا اس بیان سے ٹکڑے ہوا جگر
بیت الحزن بنایا بقیعہ میں جلد تر
لکھا ہے ہاتھ تھام کے بیٹوں کا ہر سحر
واں جاکے رویا کرتی تھی دن بھر وہ نوحہ گر
شاہِ نجف چراغ جلے گھر سے جاتے تھے
سمجھا کے سوگوارِ پیمبرؐ کو لاتے تھے

ناگاہ آیا فاطمہؑ کا وقتِ انتقال
مسجد میں مرتضیٰؑ گئے محزون و خستہ حال
حجرے میں باپ کے گئی خاتونِ خوشخصال
اسماء سے بولی مظہرِ اسمائے ذوالجلال
کافورِ خلد فاطمہؑ زہرا کے پاس لا
پانی ہمارے غسل کو لا اور لباس لا

القصہ فاطمہؑ نے پڑھی آخری نماز
سجدے میں سر جھکا کے کہے اپنے دل کے راز
آوازِ ارجعی سے کیا حق نے سرفراز
زہراؑ نے اپنے پاؤں کئے قبلہ کو دراز
حوروں نے پھر بہشت میں برپا یہ غل کیا
پیٹو قضا نے شمعِ پیمبرؐ کو گل کیا

پھر تو ہر اک محلے میں محشر بپا ہوا
اپنے پرائے دوڑے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا
فضہ پکاری سیدہؑ کا واقعہ ہوا
حجرہ بتولِ پاکؑ کا ماتم سرا ہوا
چھاتی قلق سے دیکھنے والوں کی پھٹ گئی
منہ رکھ کے منہ پہ زہراؑ کے زینبؑ لپٹ گئی

لے کر بلائیں کہتی تھی بیٹی نثار ہو
اماں میں ہول کھاتی ہوں تم ہوشیار ہو
بھیا زمیں پہ لوٹتے ہیں ہمکنار ہو
تم آنکھیں کھول دو تو سبھوں کو قرار ہو
ہے ہے یہ چپکے رہنے کی کیا بات ہوگئی
نانا کا فاتحہ نہ ہوا رات ہوگئی

مرثیہ

بابا کو روتے روتے جو زہراؑ گزرگئی
غل پڑگیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کر گئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِ کبریا کی عزادار مرگئی
اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

سبطینؑ گھر میں آئے جو بیتاب و بیقرار
اسماء سے پوچھنے لگے اماں کا حالِ زار
وہ بولی نیند آگئی ہے شکرِ کردگار
کھانا تو جلد کھالو کہ بھوکے ہو میں نثار
بولے کہ چین دیگا زمانہ تو کھائیں گے
اماں ہمیں کھلائیں گی کھانا تو کھائیں گے

یہ سن کے بیقرار ہوئی وہ جگر فگار
چادر زمیں پہ پھینک کے چلائی بار بار
بچے ہیں انکو صبر دے اے میرے کردگار
اب وہ کھلانے والی کہاں تم پہ میں نثار
پیارو تمہاری پالنے والی گزر گئی
کھاؤگے کس کے ہاتھ سے اماں تو مرگئی

پھر تو علیؑ کے گھر میں قیامت بپا ہوئی
تازہ بلا میں آلِ نبیؐ مبتلا ہوئی
ماتم پہ ماتم اور عزا پر عزا ہوئی
غل تھا رسولِؐ پاک پہ زہراؑ فدا ہوئی
سب رو رہے تھے بنتِ رسولِؐ قدیر کو
بچوں کو ہوش تھا نہ جنابِ امیرؑ کو

شیرِ خدا تھے مضطر و مغموم ایک طرف
سر پیٹتی تھیں زینبؑ و کلثومؑ ایک طرف
پکڑے دل کو سیدِ مسموم ایک طرف
بسمل تھے خاک پر شہہِ مظلوم ایک طرف
حیدرؑ قریب آئے تو ایک خط نظر پڑا
تڑپے کچھ اس طرح کہ عمامہ گر پڑا

لکھا تھا یہ کہ آخری پرسہ قبول ہو
یا شاہؑ تم وصیِ جنابِ رسولؐ ہو
صدقہ حضور کا میرا مقصد حصول ہو
منہ سے نہ کہہ سکی کہ حزین و ملول ہو
میری وصیتیں نہ فراموش کیجیو
اول یہ ہے کہ آپ مجھے غسل دیجیو

دوئم یہ ہے کہ شب کو جنازہ اٹھائیو
مردے کا سایہ بھی نہ کسی کو دکھائیو
یاں تک کہ قبر بھی نہ کسی کو بتائیو
کتنی جگہ نشاں لحد کا بنائیو
سوئم یہ ہے پاس یتیموں کا کیجیو
شفقت سے بولیو کبھی گھڑکی نہ دیجیو

حسبِ وصیت آپ نے غسل و کفن دیا
ناگاہ بارگاہ میں یہ شور و غل ہوا
رخصت کرو کہ جاتی ہے احمدؐ کی دل ربا
سبطینؑ نے لپٹ کے کہا وا مصیبتا
کس بات پر غریبوں سے منہ موڑ کر چلیں
کیوں اماں جان کس پہ ہمیں چھوڑ کر چلیں

نانا کا ذکر رو کے پھر اک بار کرتی جاؤ
ماتم رسولؐ کا بہ دلِ زار کرتی جاؤ
پھر تازہ یاد سیدِ ابرارؐ کرتی جاؤ
چھاتی سے پھر لگا کے ہمیں پیار کرتی جاؤ
یہ سنتے ہی دکھادئے رتبے رسولؐ کے
نکلے کفن سے ہاتھ جنابِ بتولؑ کے

بچوں سے یوں لپٹ گئی احمدؐ کی دلربا
جیسے بہن سے لاشہء مظلومِ کربلا
ناگاہ ندا یہ آئی کہ اے شاہِ لافتاؑ
حشر آئیگا چھڑاؤ انہیں بہرِ کبریا
بچوں سے اپنے بنتِ پیمبرؐ جدا ہوئی
پر زینبؑ اپنے بھائی سے کیونکر جدا ہوئی

مرثیه

رحلت سے فاطمہؑ کی تھا سب گھر میں شوروشین

تڑپیں زمیں پہ زینبؑ و کلثومؑ کر کے بین
رو رو کہ ماں کی لاش سے لپٹے حسنؑ حسینؑ
مسجد سے آئے بال بکھیرے شہہِ حنینؑ
غل مچ گیا کہ ہائے مدینہ اجڑ گیا
احمدؐ کے اہلبیتؑ میں کہرام پڑ گیا

ماتم کیا کسی نے تو پیٹا کسی نے سر
غش میں پڑا تھا کوئی تو کوئی تھا نوحہ گر
ناگاہ بوتراب کو اک خط پڑا نظر
مضموں پڑھا تو رونے لگے دھاڑیں مار کر
نشتر تھا اہلِ دل کو یہ فقرہ بتولؑ کا
یہ آخری سلام ہے بنتِ رسولؐ کا

فرمائشوں سے میں جو گریزاں رہی مدام
اب بھی بیان کرنے سے شرم آئی یا امام
دل کی یہ آرزو ہے کہ اے سرورِ انام
خود غسل دیں کنیز کو مولائے خاص و عام
بابا کا واسطہ مجھے دلشاد کیجیو
میرے حسینؑ کو کبھی رونے نہ دیجیو

بی بی کو غسل دے کہ جو پہنادیا کفن
بچوں کو بوترابؑ پکارے بصد محن
آؤ کہاں ہو زینبؑ و کلثومؑ خستہ تن
پیارے میرے حسینؑ دلارے میرے حسنؑ
صورت پھر اماں جان کی اک بار دیکھ لو
بنتِ نبیؐ کا آخری دیدار دیکھ لو

یہ سنکے روتے پیٹتے سب آئے نورِ عین
فضہ تڑپ گئی وہ کئے بچیوں نے بین
پیٹا حسنؑ نے سر کو مسلسل بہ شوروشین
لپٹے جو نعشِ پاک سے غش کھاگئے حسینؑ
مرکر بھی یہ دکھائی کرامت بتولؑ نے
باہیں گلے میں ڈال دیں بنتِ رسولؐ نے
ا

شورِ بکا میں اور یہ محشر ہوا بپا
روتی تھی کائنات وہ منظر بیاں ہو کیا
باہیں علیؑ نے جھک کے چھڑائیں بصد بکا
آیا جو ہوش روکے پکارا وہ مہ لقا
اماں حضور چھوڑکے ہم کو کہاں چلیں
ہم بھی وہیں کو جائینگے بی بی جہاں چلیں

مرثیہ

جب خلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا
تب زینبؑ و شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا
روئی بہت اور بیٹے کو سینے سے لگایا
زینبؑ کے دیا ہاتھ میں ہاتھ اور یہ سنایا
اے زینبِؑ بیکس میری دولت سے خبردار
محبوبِ الٰہی کی امانت سے خبردار

بیٹی اسے زہراؑ نے بڑے دکھ سے ہے پالا
یہ روح میرے جسم کی ہے گیسوؤں والا
سمجھی اسے آنکھوں کی ضیا گھر کا اجالا
حجرے سے کبھی گرم ہوا میں نہ نکالا
سوئی ہوں تو پہلے اسے سینے پہ سلا کر
چکی بھی جو پیسی ہے تو گودی میں لٹا کر

اے لاڈلی اس لعل کا دشمن ہے زمانہ
شبیرؑ کو میرے نظرِ بد سے بچانا
تکلیف بھی سہہ لی جیو ایذا بھی اٹھانا
صدقے گئی مادر کی وصیت نہ بھلانا
ہر رنج میں اس بھائی کے کام آئیو زینبؑ
جائے یہ جدھر ساتھ چلی جائیو زینبؑ

یہ خیر سے جس سال لگے گھٹنیوں چلنے
میں چھوٹے سے تلووں کو لگی آنکھوں سے ملنے
دی طاقتِ رفتار جو خلاقِ ازل نے
یہ نامِ خدا تب لگے اٹھ اٹھ کے سنبھلنے
ہر گام پہ سایہ کے طرح ساتھ پھری ہوں
ٹھوکر بھی جو کھائی ہے تو میں ساتھ گری ہوں

پھر روئی بہت مل کے گلے بیٹوں سے زہراؑ
فرمایا تمہیں دولھا بنے آہ نہ دیکھا
فضہ سے کہا قبرِ نبیؐ پر انہیں لے جا
روئیں نہ میرے سامنے یہ اِن کو تُو بہلا
اے فضہ کوئی رنج انہیں ہونے نہ دینا
پیاروں کو میرے مردے پہ بھی رونے نہ دینا

یہ کہہ کے کیا بند درِ حجرہء اطہر
سب خوردوکلاں رونے لگے آن کے باہر
آواز سنی کلمہء طیب کی مکرر
پھر کچھ نہ صدا آئی کہا سب نے یہ روکر
لو اٹھ گئی دنیا سے نشانی بھی نبیؐ کی
رحلت ہوئی بس آج رسولِ ؐ عربی کی

القصہ کہ دن ماتمِ زہراؑ ہی میں گزرا
شب آئی کھلے گیسوں سے دینے کو پرسا
حیدرؑ نے کیا غسل کا سامان مہیا
معصومہ کے اک ہاتھ پہ درہ جو لگا تھا
وہ دستِ بتول ؑ آہ خمیدہ نظر آیا
یہ دیکھتے ہی منہ کو علیؑ کا جگر آیا

نہلا کہ جو کفنانے لگے میتِ زہراؑ
زینبؑ نے یہ کی عرض حضورِ شہہِ والا
اماں کا میری ہاتھ تو سیدھا کرو بابا
وہ روکے پکارے یہ خمیدہ ہی رہے گا
تابوت میں پھر میتِ زہراؑ کو لٹا کر
سب سے کہا لو بیبیو رخصت کرو آ کر

تابوت پہ زینبؑ کا یہ تھا نالہء جانکاہ
رخصت کو حسینؑ اور حسنؑ آئے جو ناگاہ
تابوت میں زہراؑ کے ہوئی تب حرکتِ آہ
اور بندِ کفن فاطمہؑ کے کھل گئے واللہ
سرخم کئے تابوت پہ فرزند کھڑے تھے
اورگردنوں میں فاطمہؑ کے ہاتھ پڑے تھے

مرثیہ

جب داخلِ بہشت رسولِؐ خدا ہوئے
یعنی جہاں سے راہیء ملکِ بقا ہوئے
محزون و دل ملول شہِؑ لافتا ہوئے
سبطینؑ غم میں نانا کے صرفِ بکا ہوئے
صدمہ ہر ایک کو تھا جنابِ رسولؐ کا
پر حال غیر سب سے سوا تھا بتولؑ کا

گاہے علیؑ سے کہتی تھی رو کر وہ دردناک
والی نبیؐ کو تم نے سلایا بہ زیرِ خاک
کیونکر چھپایا قبر میں تم نے وہ روئے پاک
ہے ہے پدر ہلاک ہو بیٹی نہ ہو ہلاک
اتنا تو کہتے پائنتی کس کو سلاؤ گے
پوچھا تو ہوتا فاطمہؑ کو کب بلاؤ گے

ایک روز جبرئیل نے زہراؑ سے یہ کہا
نزدیک ہے وصال جدائی کا غم نہ کھا
مژدہ قضا کا سنتے سجدہ کیا ادا
بولیں ہزار شکر ملا دل کا مدعا
سرخی سی مردنی کے عوض رخ پہ چھاگئی
جنت میں جانے کے لئے طاقت بھی آگئی

زہراؑ کے حالِ یاس پہ سب نے عجب کیا
تیار اپنی موت کا سامان سب کیا
ذکرِ نبیؐ کیا کبھی گہہ شکرِ رب کیا
ہنگامِ عصر شیرِ خدا کو طلب کیا
روکر کہا قریب جدائی کی رات ہے
لو الوداع آج ہماری وفات ہے

روکر کبھی حسنؑ کو گلے سے لگا لیا
آغوش میں حسینؑ کو گاہے بٹھا لیا
رخصت کیا کسی کو کسی کو بلا لیا
پڑھنے کے واسطے کبھی قرآں اٹھا لیا
کہتی تھی گاہ بچوں سے منہ اپنا موڑ کے
کل سُونے گھر میں سونا ہے بستی کو چھوڑ کے

ہے آرزو کہ قبر میں مجھ کو حسنؑ لٹائے
شبیرؑ میرے مردے کا منہ قبلہ کو پھرائے
پھر خود کہا نہیں نہیں بچہ ہے ڈر نہ جائے
ناگاہ کھیلتے ہوئے دونوں یتیم آئے
چھاتی لگا کے بولی کہ لو ہم تو مرتے ہیں
تم سے سلوک دیکھئے کیا لوگ کرتے ہیں

دولت سرا میں آئیں جو پھر اشرف النسا
پھیلائے کرتے بچوں کے دھوکر جدا جدا
تیار کی حسینؑ و حسنؑ کے لئے غذا
کُھلواکے بُقچہ اپنا کفن سامنے رکھا
کافور خلد کا جو دیا تھا رسولؐ نے
وہ رکھ لیا کفن میں جنابِ بتولؑ نے

بیٹوں کا ہاتھ ہاتھ میں زینبؑ کے پھر دیا
زینبؑ پکاری خیر ہے اماں یہ کیا کیا
یہ شیرِ حق کے شیر ہیں دکھیا شکستہ پا
عادل کی بیٹی ہو تمہیں انصاف ہے روا
لازم تھا سونپنا مجھے ایک ایک بھائی کو
بیٹے سپرد کرتی ہو تم اپنی جائی کو

لے کر بلائیں بیٹی کی زہراؑ نے یہ کہا
روتی تو ہوں زیادہ نہ زینبؑ مجھے رلا
کچھ بھائیوں کے سوچنے کا سمجھی مدعا
تُو انِ کی رونے والی ہے زہراؑ تیرے فدا
کیا بس میرا جو مرضیٔ پروردگار ہے
زینبؑ تمام کنبے کی تُو سوگوار ہے

حجرے میں غسل کرکے کے پڑھی آخری نماز
سجدے میں سر جھکاکے کہے اپنے دل کے راز
آوازِ ارجعی سے کیا حق نے سرفراز
زہراؑ نے اپنے پاؤں کیئے قبلہ کو دراز
لکھا ہے بس نماز عشاء کی ادا ہوئی
اور غل اٹھا کہ بنتِ نبیؐ کی قضا ہوئی